بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نظرات

خدا کا شکر ہے "اسلام کا نظامِ حکومت" اور "ہندوستان میں مسلمانوں کا نظامِ تعلیم و تربیت" یہ دونوں کتابیں جن کا اب سے کئی ماہ پہلے برہان میں اعلان ہو چکا تھا اور چھپنے سے پہلے ہی جن کا غلغلہ اربابِ ذوق کے حلقہ میں بلند تھا۔ ندوۃ المصنفین کے معیارِ کتابت و طباعت کے مطابق چھپ چھپا کر تیار ہو گئی ہیں۔ ندوۃ المصنفین کے روایتی حسنِ کتابت و طباعت کے علاوہ معلومات کی جامعیت و ترتیب، زبان و بیان اور طرزِ استدلال و استخراجِ نتائج کے اعتبار سے ان دونوں کتابوں کی قدر و قیمت کیا ہے؟ بہتر یہ ہے کہ آپ خود ملاحظہ فرما کر ان کے متعلق آزادی کے ساتھ رائے قائم کریں۔

مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار گوید

یوں تو موضوعِ بحث کے اعتبار سے دونوں کتابیں ہی اسلام اور مسلمانوں کے اہم مسائلِ عصریہ سے متعلق ہیں اور اس بنا پر ان کی اہمیت میں کوئی کلام نہیں ہو سکتا۔ تاہم اس وقت موخر الذکر کتاب "ہندوستان میں مسلمانوں کا نظامِ تعلیم و تربیت" کے سلسلہ میں ایک چیز کا اظہار نہایت ضروری ہے۔

ہندوستان میں مسلمانوں کے نصابِ تعلیم اور طرزِ تعلیم کا مسئلہ ایک عرصہ سے مسلمان اربابِ فکر کا موضوعِ بحث و گفتگو بنا ہوا ہے۔ لیکن اب تک اس وادی ہفتخواں کو طے کرنے کی کوئی کامیاب مہم شروع نہیں کی گئی۔ اس سلسلہ کی سب سے بڑی بدقسمتی یہ ہے کہ تعلیمِ جدید اور تعلیمِ قدیم کے نام پر مسلمانوں میں دو ایسے مستقل محاذ قائم ہو گئے ہیں کہ ان میں مصالحت کی بظاہر کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ اربابِ تعلیمِ جدید اسلامیات و دینیات سے بیگانہ ہیں اور تعلیمِ قدیم کے اصحاب علومِ عصریہ و حاضرہ سے ناآشنا۔ حالانکہ ضرورت اس کی تھی کہ مسلمانوں کا نصابِ تعلیم اس طرح پر مرتب کیا جاتا کہ وہ دونوں پہلوؤں پر مشتمل ہوتا اور اس کو پڑھنے کے بعد ایک مسلمان دین و دنیا کو باہم ملا کر

اکسیر پیدا کر سکتا۔

دونوں طبقوں کو ایک دوسرے سے قریب تر کرنے کی اب تک جو کوششیں ہوتی رہی ہیں وہ وہ اس بنا پر کامیاب نہیں ہو سکی کہ درمیان میں چند غلط فہمیاں اور بدگمانیاں ہیں۔ یا زیادہ صاف لفظوں میں یہ کہنا چاہئے کہ خود اعتمادی کے فقدان کے باعث دونوں جماعتوں میں کچھ ایسا جمود ذہنی پیدا ہو گیا ہے کہ ان میں مصالحت کے لئے کوئی پر جوش حرکت ہی پیدا نہیں ہوتی۔ دونوں جماعتوں کا یہ ذہنی جمود، علمی تعطل اور دماغی بے حسی مسلمانوں کے موجودہ انحطاط و تنزل کا سب سے بڑا سبب ہے اور اگر لیل ونہار یہی رہے اور چرخ گرداں کے کسی انقلاب نے مسلمانوں کے ڈوبتے ہوئے بیڑہ کو اچھال نہیں دیا تو نہیں کہا جاسکتا کہ انجام کیا ہوگا!

نصاب تعلیم کی اصلاح کے مسئلہ پر غور کرتے ہوئے بعض قدیم الوضع بزرگوں کے دلوں میں جو شک اور تردد پیدا ہوتا ہے اور جس کے باعث وہ نصاب تعلیم کے گلزار میں پرانی وضع کے پھولوں کے ساتھ چند نئی قسم کے پھولوں کو جمع کرنے کا حوصلہ نہیں کر سکتے اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ ان حضرات نے کبھی مسلمانوں کے قدیم نظام تعلیم۔ اس کی ہیئت ترکیبی اور اس کی ترتیب و تہذیب پر غور نہیں فرمایا۔ ان حضرات کو تاریخی طور پر اس کا پتہ ہی نہیں ہے کہ مسلمانوں میں قدیم و جدید تعلیم یافتہ کی تفریق کبھی نہیں ہوئی۔ ان کی تعلیم کا نصاب ہر زمانہ میں ایک ہی نوعیت کا رہا ہے۔ جو دینیات اور علوم رسمیہ وعصریہ دونوں پر مشتمل ہوتا تھا۔ اگر مسلمانوں کو اپنے قدیم نصاب تعلیم کی اس ہمہ گیری اور جامعیت کا علم تاریخی طور پر ہو جائے تو اس راہ کی بہت سی دشواریاں دور ہو سکتی ہیں اور پھر روشن خیالی اور بیدار مغزی کے ساتھ ان میں آگے بڑھنے کی جرأت بھی پیدا ہو سکتی ہے۔

"مسلمانوں کا نظام تعلیم وتربیت" نامی کتاب اسی ضرورت کو پیش نظر رکھکر لکھی گئی ہے۔ اس کا مقصد محض ایک علمی اور تاریخی تحقیق نہیں ہے بلکہ یہ بنیاد ہے اس عظیم الشان پروگرام کی جو کتاب کے فاضل مصنف حضرت مولانا مناظر احسن صاحب گیلانی نے اصلاحِ نصابِ تعلیم کے سلسلہ میں سرگرم جدوجہد کا آغاز کرنے کے لئے اپنے ذہن میں مرتب کیا ہے۔ چنانچہ مولانا اپنے ایک تازہ گرامی نامہ میں تحریر فرماتے ہیں۔